رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۱۵ روپیہ
ششماہی ۸ روپیہ
سہ ماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۲۰ شلنگ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴ | مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۹۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۶ اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین حفظہا اللہ تعالیٰ کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہے۔

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری سرگودہا کے علاقہ میں اور مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل انشوال ضلع گورداسپور بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے بھیجے گئے۔

مولوی احمد خاں صاحب مبلغ کے ہاں ۱۴ اکتوبر لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کے عشق میں فنا ہونے والوں کی علامات

"خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کرسکتا۔ مگر وہی قادر خدا جس کی دلوں پر نظر ہے۔ پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے۔ کہ سچ مچ اس کی طرف آ گیا۔ اس کے لئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اسکی مدد کیلئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے لئے وہ قدرتیں دکھلاتا ہے۔ جو دنیا پر مخفی ہیں۔ اور اس کے لئے ایسا غیرت مند ہو جاتا ہے۔ کہ کوئی خویش اپنے خویش کے لئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا۔ اپنے علم میں سے اس کو علم دیتا ہے۔ اور اپنی عقل میں سے اس کو عقل بخشتا ہے۔ اور اس کو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے۔ کہ دوسرے تمام لوگوں سے اسکے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مر کر ایک نیا تولد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا ان کو غیروں کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے مگر پھر بھی اپنے چہرہ کی چمک ان کے منہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور ان کی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور ان پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ بلکہ آگے قدم بڑھاتے ہیں اور ان کا آج کا دن کل کے دن سے جو گزر گیا معرفت اور محبت میں زیادہ ہوتا ہے

وصیتیں

نمبر ۴۵۶۸: مسمّاۃ زینب بیگم زوجہ الٰہ دین رنگریز قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت نہ کوئی ماہوار آمد ہے اور نہ کوئی جائداد ہے۔ صرف تین سو روپیہ مہر بذمہ شوہر خود ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں کہ تین سو روپیہ زر مہر کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر بعد وفات میرا کوئی ترکہ ہو تو اس کے دسویں حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

العبد: نشان انگوٹھا زینب بیگم اہلیہ الٰہ دین رنگریز محلہ ناصر آباد قادیان ضلع گورداسپور
گواہ شد: الٰہ دین رنگریز شوہر موصیہ۔ گواہ شد: عبد اللطیف گجراتی ساکن محلہ ناصر آباد

نمبر ۳۴۸۴: مسمی محمد اکرم خان ولد محمد خان صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک چہور نمبر ۱۱۷ ڈاکخانہ سانگلہ ہل تحصیل و ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے یعنی موضع چک نمبر ۱۱۷ میں دو مربعہ اراضی نہری جس کا رقبہ ۵۰ گھماؤں ہے اور ساڑھے تین گھماؤں اس سال اسی موضع میں خریدی ہے اور مبلغ ۵۲۰۰/- روپیہ کے عوض نصف مربعہ اراضی نہری کا ہم نے گروی لی ہوئی ہے اور ایک مربعہ اراضی نہری زیر شرائط چھڑاں سرکار سے بطور عطیہ مجھے ملا ہوا ہے۔ مگر ابھی چھڑ والے مربعہ کا مالکانہ حقوق مجھے حاصل نہیں ہوا ہے۔ اس جائداد مندرجہ بالا کے ہم چار بھائی جو یہ ہیں۔ محمد اکرم خان۔ نبی احمد۔ سعید احمد مسعود احمد مستحق ہیں یعنی میں مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۴ حصہ کا مالک ہوں نیز مجھے مبلغ ۳۰۰/- سالانہ سرکار سے فیس نمبرداری ملتی ہے۔ میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بھی یعنی مبلغ ۳۰ روپے سالانہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ فقط والسلام

العبد: محمد اکرم خان نمبردار چہور چک نمبر ۱۱۷
گواہ شد: منظور حسین بقلم خود چک چہور نمبر ۱۱۷ رکھ برانچ ڈاکخانہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ
گواہ شد: غلام مصطفیٰ پٹواری ڈنگ نمبر ۱۲۶ رکھ برانچ ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور

نمبر ۴۶۱۸: مسمی شیخ محمد ولد میاں غلام قادر قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۰/۳۶ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا ایک مکان جدی سکنی ہے جو کہ میں نے اپنے ہر سہ پسران کو دیدیا ہے۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے جو کہ صرف مبلغ ۲۹ روپے بذریعہ ملازمت چٹھی رسانی کے ہے۔ لہذا میں وصیت کرتا ہوں کہ میں اپنی مندرجہ بالا ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: شیخ محمد بقلم خود قادیان۔ گواہ شد: شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیری والہ بقلم خود۔ گواہ شد: مرزا نذیر علی ٹھیکیدار بھٹہ قادیان

نمبر ۴۶۱۹: مسمی کریم الدین ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم جٹ بھٹی پنشنر تاریخ بیعت ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت غیر منقولہ مکان واقع محلہ دار الرحمت مالیتی ۸۰۰/- روپے کا ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی مبلغ ۲۵/- روپے ہے۔ جس پر میرا گزارہ ہے۔ میں حصہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کو کرتا ہوں میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں از حصہ جائداد منقولہ مذکورہ میں سے کچھ رقم داخل خزانہ کروں گا۔ تو حصہ وصیت کردہ سے مجرا کیا جائے گا۔

العبد: کریم الدین محلہ دار الرحمت۔ گواہ شد: محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال سیکرٹری وصایا محلہ دار الرحمت۔ قادیان۔
گواہ شد: محمد یعقوب کارکن نور ہسپتال ہیڈ ڈسپنسر

نمبر ۴۶۱۵: مسمی حافظ محمد طیب اللہ ولد مولوی صفی اللہ صاحب مرحوم قوم قریشی صدیقی پیشہ زمینداری عمر ۵۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن بھرت پور ڈاکخانہ بھرت پور تحصیل کاندھی ضلع مرشد آباد بنگال۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ محمد طیب اللہ قریشی صدیقی اس وقت میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ آٹھ بیگھہ سولہ کٹھا زمین جس کی پیداوار سالانہ تخمیناً اکیسّو روپیہ ہے علاوہ اسکے اہلیہ کی توضیح سے جو خزانہ متر کا کے ساتھ ہے وہ ۳۶ روپیہ و ایک مکان کا ہے جسکی قیمت ایکسّو روپیہ ہوگی۔ اس پر میری گزر اوقات ہے اسکے آٹھویں حصہ آمد کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان کرتا ہوں اور تا زیست بعد منہائی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی آمدنی ثابت ہو تو اس کے بھی آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری پدری و خرید کردہ کل جائداد کی قیمت بازاری نرخ پر کل قیمت ۱۳۵۰ روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۸ حصہ وصیت کردہ کی قیمت ۱۶۸/۱۲/- ہے اور ازاں میں مبلغ ۵ آج وصیت نامہ کے ساتھ محاسب صدر انجمن احمدیہ میں بھیجتا ہوں باقی وصیت کردہ کل روپیہ اپنے حین حیات میں فروخت جائداد سے ادا کر سکوں اس کی توفیق خدا سے چاہتا ہوں۔ اے مالک تو اس امید اور آرزو کو پورا کر۔ آمین وصیت نامہ ہذا کو باہوش و تندرستی و رضا و رغبت و تمنا و دلی سے تحریر کر کے خدا سے قبولیت کی امید رکھتا ہوں۔ الموصی: محمد طیب اللہ احمدی قریشی بقلم خود۔ گواہ شد: رافعہ خاتون احمدی خواہر حقیقی موصی۔ گواہ شد: محمد قاصد احمدی پوسٹ بھرت پور ضلع مرشد آباد

Ghalam Ahmad ahmadi village Bharatpur Murshadabad
K.A.M. Wahedulhaq Bharatpur p.o
Murshadabad. Bengal.

محکمہ ریلوے میں کام سیکھنے والے نوجوانوں کے لئے موقعہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے میں پیشہ وری دفتر۔ بائلر میکر۔ مستری اور ہتھیار) کا کام سیکھنے کے خواہشمند امیدواروں کی درخواستیں مطلوب ہیں۔ ۴۰ امیدوار منتخب کئے جائیں گے۔ جن میں سے بالخصوص ۱۴ مسلمانوں ایک اینگلو انڈین اور یورپینوں اور تین دیگر اقلیتوں (عیسائی۔ پارسی سکھ) میں سے ہوں گے۔ بشرطیکہ امیدوار سیلکشن بورڈ کے نزدیک کم ازکم اپر پرائمری کی تعلیمی قابلیت رکھتے ہوں ؛

تعلیمی قابلیت اور عمر کے متعلق اصل سارٹیفکیٹ جو اس تعلیمی ادارہ کے ہیڈ ماسٹر کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ جہاں سے امیدوار نے آخری طور پر تعلیم حاصل کی ہو۔ درخواستوں کے ساتھ شامل ہونے چاہئیں۔ صرف وہی امیدوار انتخاب میں آسکیں گے۔ جن کی عمر یکم جولائی ۱۹۳۶ء کو پندرہ سال سے کم اور ۱۸ سال سے زیادہ نہ ہو ؛

کامیاب ہونے والے امیدواروں کو ان کے پانچسالہ نصاب کی تکمیل کے زمانہ میں شرح ذیل شرحوں پر وظیفہ دیا جائے گا۔ سال اول ۶/۶/- سال دوم ۷/- سال سوم ۶/۹/- سال چہارم ۱۱/۱۱/- سال پنجم ۶/۱۳/- روزانہ۔ امیدواروں کو اپنی درخواستیں دہلی۔ فیروزپور۔ کراچی۔ لاہور۔ ملتان۔ کوئٹہ اور راولپنڈی میں سے قریب ترین حلقہ کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریلوے کے پاس ۱۵/۱۱ تک بھیجدینی چاہئیں۔ اس کے بعد کوئی درخواست نہیں لی جائے گی ؛

ابتداءً ان امیدواروں کو جن کی درخواستیں منتخب کی جائینگی۔ ۱/۱۲ کو دس بجے صبح ڈویژنل سیلکشن بورڈ سے ملاقات کے لئے ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر بلایا جائے گا۔ یہ سفر امیدواروں کو اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔ ڈویژنل سیلکشن بورڈ کے ذریعہ انتخاب میں آنے والے امیدواروں کو ورکشاپ سیلکشن بورڈ کے سامنے سپرنٹنڈنٹ میکینکل ورکشاپ نارتھ ویسٹرن ریلوے مغلپورہ کے دفتر میں آخری انتخاب کے لئے مورخہ ۲۵/۱۲ کو بلایا جائے گا۔ اس سفر کے لئے ریل کے پاس دیئے جائیں گے۔

مذکورہ بالا طریق کے علاوہ کامیابی کے لئے کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کرنے والا امیدوار ناقابل انتخاب سمجھا جائے گا۔ منتخب شدہ امیدواروں کو تقرری سے قبل مقررہ ڈاکٹری معائنہ کرانا ہوگا۔ احمدی احباب کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ؛ ناظر امور عامہ قادیان

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو ؛ اس غم سے ہر بشر کو الہٰی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو ؛ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ اس کو عوام اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ آپ کی یہ گولیاں ان کے لئے بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج وغم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت توانا تندرست اور اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخیر رضاعت تک گیارہ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکمشت منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

پتہ:۔ عبدالرحمن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

نہایت عمدہ موقعہ کی زمین برائے فروخت

ریلوے سٹیشن کے قریب اس سڑک کے کنارے جو باجووں کا باغ کے پاس سے شہر کو آتی ہے۔ آبادی میں دو ٹکڑے قریباً دس کنال کے قابل فروخت ہیں۔ نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ خواہشمند احباب قیمت کا تصفیہ براہ راست مجھ سے کریں۔

چودھری عبدالحمید خان بی۔ اے عرق نور۔ قادیان

اگر آپ کو اپنی رفیق بیوی سے محبت ہے

تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے حسن اور صحت کی حفاظت کریں۔ ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ عورت کے حسن اور صحت کو برباد کردینے والی وہ خوفناک بیماری ہے جس کو سیلان الرحم کہا جاتا ہے۔ اسکی علامات یہ ہیں کہ سفید زردی مائل یا کسی اور رنگ کی رطوبت بہتی رہتی ہے۔ جس سے عورت کی صحت اور حسن اور جوانی کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ سر میں چکر آنا درد کمر۔ بدن کا ٹوٹنا۔ رنگ زرد اور چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ حیض بے قاعدہ کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے حمل قرار نہیں پاتا۔ اور اگر قرار پایا تو قبل از وقت گر جاتا ہے۔ یا کمزور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ موذی مرض اندر ہی اندر جسم کو اس طرح کھوکھلا کر دیتا ہے۔ جس طرح لکڑی کو گھن کھا جاتا ہے اس خطرناک بیماری کے دفعیہ کے لئے دنیا بھر میں بہترین دوائی اکسیر سیلان الرحم ہے۔ اس کے استعمال سے پانی کا آنا بالکل بند ہو کر کامل صحت ہو جاتی ہے اور چہرہ پر شباب کی رونق آجاتی ہے اپنی کیفیت مرض لکھئے۔ قیمت ڈھائی روپیہ (عہ/۲) نوٹ۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔ فہرست دواخانہ مفت منگائیے۔

ملنے کا پتہ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

کلید القرآن معہ لغات القرآن جیبی تقطیع پر

جسے ضرورتمندوں کے اصرار پر اب دوبارہ چھپوایا گیا ہے۔ یہ نہایت ضروری پاکٹ کلید جس میں قرآن کریم کے ہر لفظ کا حوالہ اور ترجمہ ہے۔ ہر دوست کی جیب میں ہر وقت رہنی ضروری ہے۔ کیونکہ مناظرہ اور تبلیغ و تصنیف میں نہایت کامیاب ہتھیار اور قرآن کریم پر تدبر اور تفکر میں بہترین معاون و مددگار ہے۔ اسکی قیمت میں بھی بہت بڑی رعایت کردی گئی ہے۔ یعنی پہلے اسکی قیمت عہ تھی۔ اب صرف ۸/ رکھی گئی ہے

بالکل نیا — دلچسپ — زبردست — بالکل نیا

سکھوں کے متعلق بہترین محققانہ تصنیف

سکھ مذہب اور کیس (مع فوٹو)

مؤلفہ۔ جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ

اس میں نہایت قابلیت اور تحقیق سے سکھوں کے گوروؤں کے عمل اور ان کی مستند کتب سے بیسیوں حوالجات اور دلائل نقلی اور عقلی دے کر ثابت کیا گیا ہے کہ کیسوں کے بغیر نجات ہو سکتی ہے۔ یہ رسالہ سکھوں کے ایک رسالہ کے جواب میں ہے۔ جس میں سکھوں کی طرف سے اس پر زور دیا گیا ہے۔ کہ کیسوں کے بغیر نجات نہیں۔ قیمت فی رسالہ ۲/ بغرض تقسیم صرف آٹھ روپیہ سیکڑہ ؛

کتاب گھر قادیان

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

راولپنڈی ۱۴ر اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ضلع ہزارہ کے تجارتی مرکز قصبہ بالاکوٹ کا ایک بازار جل کر راکھ ہو گیا۔ اس میں ۷۵ مکانات اور دوکانیں تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نصف شب کے وقت ایک دوکان میں آگ لگ گئی اور چند گھنٹوں میں سارا بازار اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آگیا۔ باہر سے کوئی امداد پہنچنے سے پیشتر بازار جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ سینکڑوں خاندان بے خانماں ہو گئے ہیں۔

شیخوپورہ ۱۴ر اکتوبر۔ کمشنر لاہور ڈویژن نے ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کو بلدیہ شیخوپورہ کے سات ارکان کی شکایت پر بلدیہ کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ واقعات یہ ہیں۔ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ بعض ارکان کی درخواست پر وائس پریذیڈنٹ نے ایک اجلاس طلب کیا تھا۔ تاصدر کے خلاف عدم اعتماد کے ووٹ پر غور کیا جائے۔ لیکن صدر بلدیہ نے اجلاس برخواست کر دیا تھا۔

سری نگر ۱۴ر اکتوبر۔ کل ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند سری نگر پہنچے۔ مہاراجہ صاحب کشمیر اور ریذیڈنٹ استقبال کے لئے حاضر تھے۔

بمبئی ۱۴ر اکتوبر۔ کل بمبئی کے ایک روئی کے کارخانے میں آگ لگ گئی جس سے روئی کی سینکڑوں گٹھڑیاں خاکستر ہو گئیں عمارت بھی جل کر تباہ ہو گئی۔ کامل ۹ گھنٹوں تک آگ کا مقابلہ کرنے کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ اندازاً چالیس ہزار روپے کا نقصان ہو گیا۔

بمبئی ۱۴ر اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بمبئی پولیس نے کل ایک مکان پر چھاپہ مار کر جعلی سکے بنانے کی ایک ٹکسال برآمد کی ہے۔ اوزاروں کے علاوہ سینکڑوں جعلی سکے پکڑے گئے۔

پشاور ۱۴ر اکتوبر۔ کل ہز ہائی نس سر شجاع الملک مہتر چترال بعمر ۵۸ سال انتقال کر گئے۔ بطور احترام آج گورنر صاحب صوبہ سرحد کے حکم سے تمام جھنڈے سرنگوں کر دئے گئے۔

پٹنہ ۱۴ر اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دریائے کیول میں طغیانی آجانے کی وجہ سے اس دریا کا پل جو ریلوے لائن پر تھا بہ گیا ہے۔ اس پل کی تعمیر پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

میڈرڈ ۱۴ر اکتوبر۔ گورنمنٹ ہسپانیہ نے ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں سوویٹ گورنمنٹ کی طرف سے جو مالی امداد اور رسد پہنچی ہے اس کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

میڈرڈ ۱۴ر اکتوبر۔ اوویڈو کے بازاروں میں خونریز جنگ ہو رہی ہے۔ کانکن ڈائنامیٹ سے ان حلقوں پر حملہ کر رہے ہیں۔ جن میں باغی مقیم ہیں باغیوں کے ریڈیو سٹیشن کا بیان ہے کہ اوویڈو میں سرکاری فوج کے ۲ ہزار سپاہی ہلاک ہو گئے۔

لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ وسطی لنڈن میں ایک شخص انتونی ٹیوڈر نامی ہے جو اپنے آپ کو انگلستان کا جائز بادشاہ بتلاتا ہے۔ وہ ہنری ہشتم اور ملکہ این بولین کا اپنے تئیں جانشین قرار دیتا ہے۔ وہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم کی تاجپوشی کے موقع پر اعتراض کرے گا۔

شملہ ۱۴ر اکتوبر۔ سبھاش چندر بوس کے نام پنڈت جواہر لال کا خط روکنے کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا۔ اس کو غیر تسلی بخش سمجھتے ہوئے کانگرسی ارکان اسمبلی میں تحریک التوا پیش کریں گے۔ تاکہ اس کے خلاف پر ووٹ کیا جائے۔

بمبئی ۱۴ر اکتوبر۔ حکومت بمبئی نے بائیکلہ مندر اور مسجد کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں امید ظاہر کی ہے کہ ایک باعزت سمجھوتہ کے لئے جو کوشش ہو رہی ہے۔ وہ کامیاب ثابت ہو گی۔ لیکن اگر یہ پرامن حالات قائم نہ رہ سکے۔ تو جہاں حکومت غیر جانبداری کے اصول پر کاربند رہے گی۔ وہاں امن قائم رکھنے کے لئے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی۔

لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ چین اور انگلستان کے درمیان ایک معاہدہ کے اصول طے ہو گئے ہیں۔ اس کی رو سے انگلستان چین کو چند لاکھ پونڈ قرض دے گا۔

لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ سر سیموئیل ہور نے ایڈنبرا میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ امپیریل ڈیفنس کمیٹی نے اس مسئلہ کے متعلق تحقیقات کی تھی۔ کہ بمبار طیاروں اور جنگی جہازوں میں کس کو ترجیح دی جائے کمیٹی نے متفقہ طور سے فیصلہ کیا ہے کہ جنگی جہازوں کو ترجیح دی جائے۔

لنڈن ۱۴ر اکتوبر۔ رویٹر کے نمائندہ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ جب تک فلسطین میں کامل طور پر امن قائم نہیں ہو جاتا۔ شاہی کمیشن بغرض تحقیقات روانہ نہیں ہو گا۔

مالوڑا ۱۴ر اکتوبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کی مشکلات مدبروں کی ملاقاتوں سے حل نہیں ہو سکتیں۔ یورپ کی سیاسی مشکلات حل نہ ہونے کی وجہ تدبر کا فقدان نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو صحیح طور سے حل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ یہی حال ہندوستان کا ہے۔

لزبن ۱۴ر اکتوبر۔ کل جنرل مولا اور جنرل ویریلا کے درمیان تین گھنٹہ تک گفت و شنید ہوتی رہی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ میڈرڈ کے مجوزہ حملہ اور اس کی تسخیر کے بعد حکومت قائم کرنے کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ توپ خانے اور ٹینک نقل و حرکت کے لئے تیار ہیں۔ فیصلہ کن حملہ کے لئے جنرل فرینکو کی آخری ہدایات اور وقت کی تعیین کا انتظار ہے۔

میڈرڈ ۱۴ر اکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت کے ایک وزیر اور سابق وزیر اعظم نے ارجنٹائن کے ایک بحری جہاز میں پناہ لی۔

برلن ۱۴ر اکتوبر۔ کل بمقام ہوف ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے ہر ہٹلر کے نائب ہر روڈولف ہس نے کہا کہ ابھی تک جرمنی میں عام طور پر ایسے گیت گائے جاتے ہیں۔ جن کا موضوع یہ ہوتا ہے کہ اہل جرمنی کو مکھن کی بجائے توپوں کی ضرورت ہے۔ جرمنی کے اسلحہ میں ہر توپ ٹینک۔ اور ہوائی جہاز کے اضافہ کے ساتھ ایک جرمن ماں کو اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ اس کے بچے بالشویک حشیوں کے ساتھ جنگ کے دوران میں قتل ہونے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اختتام سخن پر کہا۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ اس حملہ کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔

منٹگمری ۱۴ر اکتوبر۔ مسٹر پی این تھاپر ڈپٹی کمشنر منٹگمری نے ضلع بھر کے تحصیلداروں اور ذیلداروں کے نام ایک گشتی مراسلہ ارسال کیا ہے کہ کوئی شخص چپڑاسیوں کو "بخشش" کے طور پر کوئی چیز نہ دے اور نہ کوئی شخص سٹاف کے کسی رکن کو بلا معاوضہ کچھ پیش کرے۔

احمد آباد ۱۴ر اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بعض طلبا کو بدنی سزا دئے جانے کے خلاف احتجاج کے طور پر ایک مقامی ہوسٹل کے ۸۰ طلبا نے مقاطعہ جوعی شروع کر دی ہے۔

امرتسر ۱۴ر اکتوبر۔ گندم گھر ۳ روپے ۳ آنہ اپائی۔ گندم ماگھ ۳ روپے ۲ آنے ۳ پائی۔ سونا ۳۵ روپے ۴ آنے چاندی ۵۰ روپے ۱۲ آنے ہے۔

لاہور ۱۴ر اکتوبر۔ آئندہ انتخابات کے سلسلہ میں کانگرس کمیٹی کے ارکان آج صوبہ سرحد میں جانے کے لئے تیار تھے لیکن انہیں معلوم ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے اس صوبہ میں ان کے داخلہ کی ممانعت کر دی ہے۔

لکھنؤ ۱۴ر اکتوبر۔ اخبار "حقیقت" لکھتا ہے کہ راجہ صاحب نانپارہ نے جو عطیہ مبلغ ۷ ہزار روپیہ کا نیشنل ایگریکلچرسٹ پارٹی یوپی کو بذریعہ چیک دیا تھا۔ اس کی ادائیگی روک دی ہے۔ اور بنک کو اطلاع دی ہے کہ روپیہ ادا نہ کیا جائے۔

برلن ۱۴ر اکتوبر۔ ہر ہٹلر اور نازی تحریک کے تمام سرکردہ لیڈروں کی جو کانفرنس ہوئی ہے اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس میں برلن کی از سر نو تعمیر کے سوال پر غور کیا گیا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

حکومت سرحد اور حکام ضلع ہزارہ کا شکریہ

پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد کا ایک غیر معمولی اجلاس ۱۰ اکتوبر بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ پشاور میں منعقد ہوا۔ جس میں بالاتفاق آراء حسب ذیل ریزولیوشنز منظور کئے گئے

۱۔ پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد مقامی گورنمنٹ اور ضلع ہزارہ کے حکام کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ انہوں نے احرار کی ان معاندانہ سرگرمیوں کو جو جماعت احمدیہ کے خلاف علی العموم اور بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت کے موجودہ امام کے خلاف علی الخصوص وہ کر رہے ہیں۔ روکنے کے لئے ایبٹ آباد میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے بروقت اور فوری اقدام کیا ہے۔

۲۔ قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ ہز ایکسی لینسی۔ گورنر صوبہ سرحد۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع ہزارہ۔ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ہزارہ اور پریس کو بھیجی جائیں۔

(قاضی محمد یوسف پریذیڈنٹ پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد)؛

گمنام مخفی خط لکھنے والے دوست کو اطلاع

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک دوست نے مخفی گمنام خط لکھا ہے۔ اس کے متعلق حضور نے یہ اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر وہ دوست نام لکھتے۔ تو میں ان کو علاج بھی بتا سکتا۔ پس وہ دوست حضور کی خدمت میں فوراً اپنا نام معہ پتہ لکھیں؛

یوم التبلیغ اور ہر احمدی کا فرض

جیسا کہ احباب کو پہلے اعلان کے ذریعہ علم ہو چکا ہے۔ امسال یوم التبلیغ یکم نومبر ۳۶ء بروز اتوار مقرر کیا گیا ہے۔ اس روز ہر بالغ احمدی مرد و عورت کا فرض ہوگا۔ کہ سارا دن غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے صرف کرے۔ اور اس طرح فریضہ تبلیغ کا پوری طرح سے حق ادا کرے۔

اس دن جلسہ کا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں انفرادی طور پر تبلیغ کی جائے۔ نیز ٹریکٹوں اشتہارات کتب وغیرہ کی اشاعت سے بھی تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان)

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

(رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ صدر انجمن احمدیہ اس وقت سخت مالی پریشانی میں سے گزر رہی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ اپنے چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف اور اگر بقائے ہوں۔ تو ان کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

۲۔ اب تک تحریک جدید کا چندہ گزشتہ سال کی نسبت کم وصول ہوا ہے۔ حالانکہ وعدہ زیادہ تھا۔ وعدہ کے لحاظ سے دس ہزار کی گزشتہ سال سے کمی ہے۔ حالانکہ مومن کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ جن دوستوں نے اب تک چندہ ادا نہیں کیا۔ وہ توجہ کریں۔

۳۔ جو دوست خود ادا کر چکے ہیں۔ یا اکثر حصہ ادا کر چکے ہیں۔ وہ جماعت کے دوسرے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ لوگ سینما اور کھیلوں کے لئے اپنے ضروری کام چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا مومنین خدا تعالیٰ کے کام کے لئے اپنے اوقات کا ایک حصہ خرچ نہ کرینگے؟

۴۔ جن دوستوں کے دل میں اس کام کی خواہش ہو۔ اور انہیں ان بھائیوں کے نام نہ معلوم ہوں جنہوں نے ابھی تک کل یا اکثر چندہ ادا کرنا ہے۔ اپنے علاقہ کی فہرست دفتر تحریک سے منگوا لیں۔

۵۔ اماموں کو چاہیئے خطبات میں ان فرائض کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے رہیں؛

خاکسار۔ مرزا محمود احمد (۱۳ اکتوبر ۳۶ء)

جواں ہمت اہل قلم آگے بڑھیں

جماعت احمدیہ کے جواں ہمت افراد میں تصنیف اور مضمون نویسی کا ملکہ اور ادبی ذوق پیدا کرنے دینی سیاسی تمدنی معاشرتی اور اخلاقی مسائل کو اسلامی نقطہ نگاہ سے پیش کرنے اسلام کے خلاف اعتراضات کا احمدیت کی روشنی میں تحقیقی جواب دینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ علم کلام کی ترویج اور اسلامی مسائل کے متعلق اعلےٰ پایہ کا علمی لٹریچر مہیا کرنے کی غرض سے "مجلس انصار سلطان القلم" قائم کی گئی ہے۔ جس کی سرپرستی حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تالیف و تصنیف نے از راہ نوازش منظور فرمائی ہے۔ جس کے صدر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل بی۔ اے اور نائب صدر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب منتخب کئے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے جوان ہمت اہل علم اصحاب جو علمی و ادبی مذاق اور تحقیق و تدقیق کا ملکہ رکھتے ہوں۔ اپنے تئیں پیش کرتے ہوئے خاکسار کو مجلس کی رکنیت کی درخواست جلد ارسال فرمائیں۔ رکنیت کے لئے کوئی چندہ معین نہیں کیا گیا۔ خاکسار خاکد مولوی فاضل۔ بی۔ اے (آنرز) سیکرٹری مجلس انصار سلطان القلم قادیان؛

جماعت مبلغین میں داخلہ

تمام امیدواران مبلغین کلاس درجہ ثالثہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ وہ اس اعلان کو پڑھتے ہی جامعہ میں داخل ہونے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ اور انتخاب کی اطلاع کا انتظار نہ کریں اگر کوئی امیدوار یکم نومبر تک حاضر نہ ہوگا۔ تو اسے قطعاً داخل نہ کیا جائیگا؛

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

تحریک قرضہ ساٹھ ہزار

قرضہ ساٹھ ہزار کی فراہمی کے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام قرضہ کی رقمیں قرضہ دینے والے دوستوں کو اکتوبر ۳۶ء تک واپس کر دیجائینگی اس وعدہ کی تعمیل میں اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام وہ احباب جنکو اس مد سے روپیہ لینا باقی ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی اصل رسیدیں جو انکو یہاں سے دیجا چکی ہیں۔ فوراً خاکسار کے نام ارسال فرمائیں۔ کیونکہ روپیہ بھیجنے سے قبل ان اصل رسیدوں کا دفتر ہذا میں پہونچ جانا ضروری ہے؛

(فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۵۵ھ

ریاست چنبہ میں احمدیوں کی مشکلات

قابل توجہ پریذیڈنٹ صاحب انتظامیہ کونسل

جماعت احمدیہ کے متعلق ریاست چنبہ کے بعض حکام کی افسوسناک روش کے متعلق قبل ازیں کئی بار "الفضل" میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور بتایا جا چکا ہے۔ کہ ریاست کی حدود میں رہائش رکھنے والے احمدیوں کو بلا وجہ تنگ کیا جاتا۔ اور بالکل بے بنیاد الزامات لگا کر نقصان پہونچانے کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ریاستی حکام کے اس رویہ میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ جاری ہے پچھلے دنوں بعض ایسے لوگوں نے جن کے متعلق اس قسم کے قرائن موجود تھے۔ کہ وہ کسی اور کے آلہ کار ہیں۔ اور ان کی امداد کرنے والی کوئی اور طاقت ہے۔ ایک جلسہ کا اعلان کیا۔ اور اس میں تقریریں کرنے کے لئے کافی خرچ اٹھا کر پنجاب کے چار ایسے اشخاص کو بلایا۔ جو سلسلہ احمدیہ کے خلاف بدزبانی اور بدگوئی میں مشاق ہیں۔ اور جو تین دن متواتر احمدیوں کے متعلق عوام کو اشتعال دلاتے اور جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی کرتے رہے اگر اس معاوضہ سے قطع نظر بھی کر لی جائے جو اس قسم کے پیشہ ور لوگ احمدیت کے خلاف بیہودہ سرائی کی اجرت کے طور پر وصول کرتے ہیں۔ اور جس کی خاطر وہ نہ صرف تہذیب و شرافت کی مٹی پلید کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے بلکہ اپنی ضمیر کو بھی بیچ ڈالتے ہیں۔ تو ان کی آمد و رفت پر ہی ایک کافی رقم صرف ہوئی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کے اثر و رسوخ کی۔ جنہوں نے جلسہ کرایا۔ یہ حالت تھی۔ کہ ان کی اپیل پر صرف پندرہ روپیہ چندہ ہوا۔ اور اس میں بھی پانچ چھ روپے ایک باہر کے شخص نے دیئے۔ جس جلسہ کی آمد کی یہ حالت ہو۔ اس کے منتظمین کے متعلق کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے باقی اخراجات اپنی جیب سے ادا کئے

بہرحال محض جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اور متواتر تین دن تک یہ شغل جاری رکھا گیا۔ مگر ریاست کے کسی افسر نے نہ تو ایک جماعت کے خلاف بدزبانی کرنے والوں اور عوام کو اشتعال دلا کر فساد کرانے کی کوشش کرنے والوں کو روکا۔ نہ منتظمین جلسہ کو گرفت کی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں چنبہ کے احمدیوں نے جب ایک پرائیویٹ جگہ میں جلسہ کرنا چاہا۔ تو اس میں بھی کئی لوگوں نے روکاوٹ ڈالی۔ اور پھر باوجود اس کے کہ اس جلسہ میں نہ تو کسی مذہب اور فرقہ کے خلاف کوئی دل آزار بات کہی گئی۔ اور نہ ریاست کے مفاد کے خلاف کوئی فعل کیا گیا۔ بلکہ نہایت تہذیب اور متانت کے ساتھ مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ احمدیت کی صحیح تعلیم پیش کی گئی۔ اور بعض حکام کے بے جا طریق عمل کے متعلق جائز اور مناسب شکوہ کیا گیا۔

مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ احمدیوں کو مزید مشکلات میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ اگرچہ دوران جلسہ میں پولیس کے آدمی موجود تھے۔ مگر اس وقت کسی نے کوئی بات نوٹ نہیں کی۔ لیکن بعد میں پولیس نے ایک رپورٹ مرتب کر کے چیف سیکرٹری لالہ مادھو رام صاحب کے سامنے پیش کر دی۔ پھر جلسہ کے آٹھ دس دن بعد پریذیڈنٹ جلسہ کو بلا کر جواب طلب کیا گیا۔ چنانچہ کہا گیا۔ کہ پولیس کی رپورٹ ہے۔ کہ جلسہ میں ریاست کے خلاف تقریر کی گئی ہے۔ تم اس کے متعلق لکھ کر اپنا بیان پیش کرو۔

اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدیوں کے خلاف اندر ہی اندر ایسی کارروائی کی جا رہی ہے۔ جس سے احمدیوں کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کے لئے ریکارڈ تیار کیا جا سکے۔ خصوصاً ان احمدیوں کو جو ریاست میں کسی چھوٹی موٹی ملازمت پر ہیں۔ جس جلسہ کی بنا پر یہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے ریاست کے متعلق جو کچھ کہا گیا۔ وہ صرف یہ تھا۔ کہ جماعت احمدیہ پچاس سال سے قائم ہے۔ اور اس کی تعلیم اور اصل یہ ہے۔ کہ وہ شریعت اور قانون کی پابند رہے۔ مگر نامعلوم کیا وجہ ہے۔ کہ ریاست چنبہ کے بعض افسر اس کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وفادار نہیں سمجھتے۔ اور گزشتہ دنوں میں تو اسے ایک افسر نے باغی کہہ دیا تھا۔ جو نہایت ہی افسوسناک امر ہے حالانکہ ملک معظم ایڈورڈ ہشتم بھی اس جماعت کو وفادار قرار دیتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے متعلق کوئی ایسا ثبوت نہیں پیش کیا جا سکتا۔ جو اس کو جماعتی طور پر غیر وفادار ثابت کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اور وہ اس کو ترقی دیگا۔ اور بڑھائیگا۔ کوئی مخالفت اسے روک نہیں سکتی۔"

بے شک ان الفاظ میں ریاست کے متعلق گلہ کیا گیا ہے۔ مگر وہ گلہ کیا ہے۔ یہی کہ ریاست کے بعض افسر بلا وجہ اور بغیر کسی ثبوت کے یونہی جماعت احمدیہ کی وفاداری پر شک کرتے اور اُسے نقصان پہونچانے کے لئے اس پر ایسا الزام لگاتے ہیں۔ جس کی تردید احمدیت کی تعلیم اور اس کی آج تک کی تاریخ بڑے زور کے ساتھ کر رہی ہے۔ اس بات کو کوئی عقلمند اور دور اندیش انسان ریاست کے خلاف تقریر نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ یہ کوئی ایسی بات ہے جس کا جواب طلب کیا جائے۔ اور طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا کر کے خطرہ میں ڈالا جائے۔ بلکہ ضرورت یہ ہے۔ کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ اور غلط کار اور غلط اندیش افسر جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے رویہ میں فوراً تبدیلی کریں۔

ہم ان حالات کی طرف جو ریاست چنبہ میں احمدیوں کو ایک عرصہ سے پیش آ رہے ہیں۔ اور جو روز بروز نازک ہوتے جا رہے ہیں۔ کرنل ٹی سٹرانگ صاحب بہادر پریذیڈنٹ انتظامیہ کونسل چنبہ کو جو عاقل اور مدبر انگریز ہیں۔ توجہ دلاتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں۔ کہ ریاست کے بعض نا اہل افسر جو ریاست کی نہایت وفادار احمدی رعایا کو محض اس لئے کہ وہ اقلیت میں ہے۔ خواہ مخواہ تنگ کر رہے اور بے بنیاد الزام لگا کر مشکلات میں مبتلا کر رہے ہیں۔ ان کی اصلاح کریں۔

مصری وفد کے متعلق ایک صاحب تجربہ کی رائے

مصر سے جو تبلیغی وفد اچھوت اقوام کو مسلمان بنانے کے لئے آنیکا ارادہ کر رہا تھا۔ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ وہ بہت جلد پہونچنے والا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک ایسے شخص کی "جو سالہا سال کے ذاتی تجربات" رکھتا ہے۔ حسب ذیل رائے جو اخبار مدینہ نے پیش کیا ہے۔ خاص طور پر دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔

"مصریوں کے اندر مغربی تمدن نے ایسا گہرا اثر کیا ہے۔ کہ اسلامی روحانیت بالکل فنا ہو چکی ہے۔ نہایت زرپرست۔ خود غرض۔ خود پسند۔ علماء دین کو دیکھئے۔ تو سب کے سب ڈاڑھی منڈے اور ریشم کے نہایت بھڑکیلے کپڑے پہنتے ہیں۔ ازہر کے تمام مدرسین میں شاید ہی مشکل سے ایک

ذکر و فکر

معرفت

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے قلم سے

مخدوم مکرم جناب میر صاحب!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مہربانی فرما کر ایک مضمون یہ لکھئے۔ کہ معرفت کیا چیز ہے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہونگا والسلام۔ راقم ....

جواب۔ مکرم بندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں فرمائشی مضامین نہیں لکھا کرتا۔ معرفت کے لئے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا لیکچر عرفانِ الٰہی ملاحظہ فرمائیں۔ والسلام
خاکسار محمد اسمٰعیل۔

بس سوال جواب ختم۔ لیکن علاوہ اس کے ناظرین یہ نوٹ کر لیں۔ کہ معرفت پر ایک مختصر سا عام فہم مضمون لکھنا میرے "ذکر و فکر" کے پروگرام میں پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس لئے ان صاحب کے کہنے سے نہیں۔ بلکہ اپنے پہلے مرتب شدہ پروگرام کے ماتحت اسے لکھتا ہوں۔ مگر اتنا خیال رہے۔ کہ جس طرح عشق کا مضمون گرما گرم اور پُر جوش ہوتا ہے۔ اسی طرح معرفت کا مضمون ٹھنڈا اور پھیکا ہوتا ہے۔ اس لئے چٹخاروں کی امید نہ رکھیں۔ اور ذرا توجہ سے پڑھیں

علم اور معرفت میں فرق

علم۔ اور **معرفت** دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ علم پہلے دنیا میں مشہور اور موجود ہوتا ہے اور کوشش اور کسب سے انسان اسے استادوں اور کتابوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن معرفت ایک نئی چیز یا نیا علم ہے۔ جو تازہ بتازہ کسی شخص پر محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے براہ راست نازل ہوتا ہے اور ایک قسم وحی خفی کی ہوتی ہے۔ جو حسب ظرف اور عقل اس شخص کے اس کو خدائے علیم کی طرف سے ملتی ہے۔

دُوسرا فرق علم اور معرفت میں یہ ہے کہ علم دو نوں قسم کا ہوتا ہے۔ دینی و دُنیاوی مگر معرفت صرف ان باتوں کے متعلق ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی شناخت میں ممد ہوتی ہیں۔ یعنی **خدا شناسی کی باتیں۔**

تیسری بات۔ اس کے متعلق یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے۔ کہ معرفت کی بات جب ایک شخص پر کھولی جائے۔ تو وُہ اس کے لئے معرفت ہے۔ مگر جب وُہ شائع اور متعارف ہو جائے۔ تو پھر لوگوں کے لئے وُہ علم بن جاتی ہے۔ اور Public Property میں داخل ہو جاتی ہے۔ خواہ اس کو بلحاظ اپنے اصل کے ہم نکتۂ معرفت ہی کہتے رہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے زید کو ایک نکتۂ معرفت سکھایا۔ وُہ جب ظاہر ہو کر مشہور ہو جائے گا۔ تو ہم یہ تو کہیں گے۔ کہ یہ نکتۂ معرفت ہے۔ جو زید نے بیان کیا ہے۔ مگر جب بکر۔ خالد۔ اور احمد وہی باتیں بطور نقل آگے بیان کریں گے۔ تو اسے علم کہا جائے گا۔

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ عموماً معرفت چونکہ باہر سے انسان پر نازل کی جاتی ہے اس لئے وُہ تیزی کے ساتھ اور تھوڑے سے وقت میں انسان پر وارد ہو جاتی ہے بہت سوچ سوچ کر اور گھنٹوں اور دنوں کی کوشش سے جو علم اندر سے مر مر کر اور کھود کھود کر نکلتا ہے۔ وُہ معرفت نہیں کہلاتا۔ بلکہ وُہ تفکر ہوتا ہے۔ جس کا دوسرا نام عطائے فکری بھی ہے۔

جن لوگوں پر خدا تعالیٰ اس طرح کے مخفی الٰہی علوم اور حقائق کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ان کو عارف کہا جاتا ہے یعنی صاحب معرفت یا صاحب بصیرت لوگ جو روحانی علوم یعنی اسرارِ الٰہی کے واقف اور ماہر ہیں۔ اور وُہ اکثر ہر ضروری بات میں منشائے الٰہی معلوم کر لیتے ہیں یعنی یہ کہ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں خدا تعالیٰ کی مرضی کس طرف ہے۔ یا فلاں بات کی حقیقت اور اصلیت کیا ہے اگر اس کام میں کوئی بات خلاف تقویٰ ہوگی۔ تو فوراً اس امر سے عارف کو کسی نہ کسی طریقہ سے روک دیا جاتا ہے اور اگر وہ بات عمل کرنے کے لائق اور واجب ہوگی۔ تو عارف کسی نہ کسی طریقہ سے معلوم کر لے گا۔ کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

سو میرے نزدیک معنے معرفت کے یہ ہوئے۔ کہ **خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کو۔ یا اس کی مرضی اور منشاء کو۔ یا اس کے علم اور تقدیر کو اسی کی طرف سے اس کی مخفی وحی کی امداد سے شناخت کر لینا۔**

معرفت کیونکر حاصل ہوتی ہے

اس کے بعد سب سے پہلے یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ یہ معرفت کیونکر حاصل کیجائے۔ اور وُہ کن لوگوں کو ملتی ہے۔ سو واضح ہو کہ معرفت کا مطالبہ ہر ایمان دار کا حق ہے کیونکہ سچے ایمان کے آتے ہی ہر مومن میں ایک بصیرت اور معرفت پیدا ہو جانی لازمی ہے۔ اس کے علاوہ بکثرت **نیک اعمال۔ تقوےٰ** کی باریک راہیں۔ یا اعلےٰ **قربانیاں اور جہاد یا انبیاء** اور اولیاء کی صحبت۔ یا **کلام الٰہی** پر اکثر تدبر کرتے رہنا۔ یا اللہ تعالیٰ کی **محبت** میں ترقی کرنا۔ یا **دعاؤں** میں لگے رہنا۔ یہ سب باتیں معرفت پیدا کرنے اور اس کے ترقی دینے کا باعث ہیں۔

عارف بننے کے لئے خاص ایمان اور خاص تعلق باللہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فیضان صرف ان لوگوں پر ہی نازل فرماتا ہے۔ جو اس سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ ورنہ عام لوگوں کے لئے وُہ عام علم ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ نہ کہ معرفت کو۔ اور اعلےٰ معرفت صرف انبیاء کو ملتی ہے جن کی تعلیم اور تربیت وُہ خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

پس معرفت کو ہمیشہ وحی خفی کا درجہ دو۔ اور اسے ہمیشہ **الہام کی ایک باریک قسم سمجھو۔** اسی معرفت کا دوسرا نام **علم لدنی** بھی ہے۔ یہ وحیٔ خفی انسان کے اپنے علم اور مرتبہ اور بناوٹ دماغ کے لحاظ سے مختلف طریقوں پر ہوتی ہے۔ اور دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک شخص میں اگر وُہ ایک رنگ اختیار کرتی ہے۔ تو دوسرے میں دوسرا رنگ۔ اور تیسرے میں ایک تیسرا۔

وحیٔ خفی کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ اس میں عموماً الفاظ جیسے نبیائے الہام اور وحی متلوّ کی طرح نہیں ہوتے۔ بلکہ مطلب اور علم نازل ہوتا ہے۔ جسے عارف اپنے الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

نبی چونکہ سب سے بڑا عارف ہوتا ہے اس لئے اس کی تو ہر بات **مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى** ہوتی ہے۔ یعنی اس کا ہر کلام اور ہر خیال معرفت ہی ہوتا ہے۔ خواہ اس میں بعض غلطیاں بھی ہوں۔ ایسی غلطیاں اصطلاح اسلام میں اجتہادی غلطیاں کہلاتی ہیں۔ اور ان کے ہونے میں بھی بڑے بڑے فائدے ہیں۔ برخلاف اس کے نبی کا متلوّ الہام۔ یا لفظی وحی ہمیشہ ایسی غلطی سے مبرّا ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کے الفاظ پر فرشتوں کا جنگی پہرہ شروع سے آخر تک رہتا ہے۔ جب تک وہ امانت رسُول کے پاس پہونچ نہ جائے۔

وحیٔ خفی اور وحیٔ متلوّ کے درمیان کی حالت بھی بعض دفعہ واقعہ ہو جاتی ہے۔ یعنی لفظی وحی رسول پر نازل ہوئی۔ پھر اس کا ایک حصہ یاد رہا۔ اور ایک حصہ یا ایک لفظ کسی حکمت الٰہی کی وجہ سے واپس لے لیا گیا۔ یا نبی کو بھلا دیا گیا۔

معرفت حاصل ہونے کے اثرات

معرفت جب انسان کے اندر آتی ہے تو ایک تو اس کی اپنی عقلی حالت بہ نسبت سابق خود بخود زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور اس کا ذہن ان چیزوں کو پکڑنے لگتا ہے جن کو پہلے وُہ نہیں پکڑ سکتا تھا۔ مگر علاوہ اس کے ایک رَو علم الٰہیات کی اندرونی طور پر بوقت ضرورت اس کے دل و دماغ میں جاری ہو جاتی ہے۔ جسے وُہ خود محسوس کرتا ہے۔

کہ نہر کے موگہ یا پانی کے نلکہ کی طرح باہر سے اسے سیراب کر رہی ہے۔ بعض اوقات اس کا اتنا زور ہوتا ہے۔ کہ آدمی کا دماغ اس کی آمد کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور وہ چکرا جاتا ہے۔ اور یوں معلوم ہونے لگتا ہے۔ کہ اگر اس کو ذکر الٰہی کی مدد سے نہ بند کیا گیا۔ تو یہ معرفت اس کے دماغ کے پرزے توڑ کر رکھ دے گی۔ اور اس معرفت کی رَو اور اس کا فیضان کبھی کبھی اس زور و شور سے انسان عارف کے دل پر ہوتا ہے۔ کہ اس کے لئے ایسے وقت گویا ساتوں طبق آسمان کے کھل جاتے ہیں۔ اور ایک کیفیت سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ کی اس پر ایسی طاری ہو جاتی ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر اس کے سامنے کوئی بھی دینی یا روحانی مسئلہ رکھدو۔ وہ اس کو حل کر سکتا ہے۔

معرفت حاصل ہونے کے اور طریق

علاوہ اس قسم کی بیرونی رَو کے جو انسان کے دماغ میں وقتاً فوقتاً باوقت ضرورت جاری ہوتی ہے۔ بعض اور طریقے بھی ہیں۔ جن سے انسان کو معرفت ملتی رہتی ہے۔ مثلاً بعض ضروری سوال کے جواب میں خدا تعالیٰ کے یہاں سے ہاں ناں کا جواب دوسرے لوگوں کی زبان سے اسے مل جاتا ہے۔ اور کبھی تو نہایت عجیب طور پر۔ مثلاً باہر سے ایک شخص نے دوسرے کو پکار کر ایسا لفظ کہا۔ جو اگرچہ دوسرے شخص کے سوال کا جواب ہے مگر حقیقۃً فرشتے نے عارف کے سمجھانے کے لئے اس کو پہلے شخص کی زبان پر جاری کرایا ہے۔ اور اس عارف کو سنوایا ہے اسی طرح فرض کرو۔ کہ کسی نے ایک عارف سے پوچھا۔ کہ میں اپنے لڑکے کا کیا نام رکھوں۔ اگر اس وقت معاً گلی میں سے ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کا نام زور سے پکارا۔ کہ میاں "عبد اللہ"! تو اگر عارف کا دماغ اس آواز کو اپنے لئے سمجھ لیگا۔ تو فوراً سائل سے کہدے گا کہ تم اپنے بچہ کا نام "عبد اللہ" رکھ لو۔ مگر ایسی آوازوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کے ساتھ یہ احساس بھی پیدا ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کی خاص مشیت سے وہ میرے کان میں ڈالی گئی ہیں۔ ورنہ ہر آواز یہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اور یہ تو صرف سمجھانے کے لئے ایک مثال ہے۔ ورنہ اگر زیادہ تفصیل کی جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ در و دیوار۔ شجر حجر۔ آسمان و زمین کی ہر چیز میں سے بعض دفعہ جواب مل جاتے ہیں۔ اور دو جاہل نوکروں کی آپس کی لڑائی میں سے بعض دفعہ معرفت کی بات نکل آتی ہے یا قرآن مجید اور دیگر کتب مقدسہ میں سے معرفت کے نکتے حسب ضرورت ان کو پڑھتے پڑھتے باہر آجاتے ہیں۔ اور شاذ و نادر ایسا بھی ممکن ہے۔ کہ قرعہ یا فال سے بعض مشکل سوالوں کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ بعینہٖ جس طرح کرکٹ یا فٹ بال کے میچ میں ٹاس کر کے لوگ آپس میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض خواب مسائلِ معرفت کو حل کر دیتے ہیں۔ یا بعض لوگوں میں بجلی کی طرح ایک مطلب ذہن میں سے گزر جاتا ہے۔ اور ان کا جواب ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح مل جاتا ہے۔ اور بعض اہلِ دل اپنے بعض خاص خیالات کو ہی معرفت سمجھ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان خیالات میں ان کو ایک خصوصیت باہر سے نازل ہونے کی اور مشیت الٰہی کی محسوس ہوتی ہے۔

غرض عارف کو اللہ تعالیٰ لاکھوں طرح کے اشاروں سے سمجھا دیتا ہے اور ہر شخص اور ہر موقعہ کا اشارہ الگ ہی ہوتا ہے۔ اور اسے عارف ہی سمجھتا ہے۔ غیر عارف نہیں بلکہ دوسرا عارف بھی نہیں سمجھ سکتا۔

معرفت کا مومن میں پایا جانا ضروری ہے

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ معرفت جس کا دوسرا نام بصیرت بھی ہے۔ اُسے ہر سچے مومن میں پایا جانا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سب کی طرف سے یہ دعوےٰ کر دیا ہے کہ نہ صرف مجھ میں۔ بلکہ میرے سچے متبعین میں بھی معرفت ضرور موجود ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم میں آپ کو ایسا دعوےٰ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ یعنی میرا راستہ یہ ہے۔ کہ میں تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف علےٰ وجہ البصیرۃ بلاتا ہوں۔ اور نہ صرف میں بلکہ میرا ہر متبع بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ یعنی اسلام کے تمام مسائل پر میں۔ اور میرے پیرو ایک معرفت کے ساتھ قائم ہیں۔ نہ کہ محض تقلیداً۔ اور ہر مسئلہ کا علمی عقلی یا وجدانی ثبوت ان کے پاس موجود ہے۔ مثال کے طور پر کہا سال ہوئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک مخالف نے ایک پبلک جگہ مجھ پر یورش کی۔ اور کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیوں اور دنیا کے دوسرے پیش گوئیاں کرنے والوں میں کیا فرق ہے۔ دونوں بالکل ایک سے ہیں۔ اور ان پیش گوئیوں کو ہی اگر ماننا ہے۔ تو تمام منجمین۔ رمال اور اندازہ کرنے والوں۔ اور مسمریزم سے علم غیب معلوم کرنے والوں کی بابت بھی آپ کو وہی اعتقاد رکھنا پڑے گا۔ جو آپ مرزا صاحب کے متعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت جو اس شخص نے مجلس میں بڑے زور و شور سے یہ حملہ کیا۔ اور لوگوں کے سامنے پیچھے پڑ گیا۔ تو پھر میں بھی دعا کر کے بیٹھ گیا۔ کہ لو اب انبیاء اور ان کے مخالف فریق کی پیش گوئیوں کا فرق سنتے جاؤ۔ یہ کہکر میں نے ایک ایک بات گنوانی شروع کی۔ اور جب میں اپنی تقریر ختم کر چکا۔ تو حاضرین بہت متاثر ہوئے اور ساتھ ہی میں بھی۔ اور پھر میں نے گھر آکر براہین احمدیہ میں اس مضمون کی تلاش کی۔ مجھے براہین کا ایک نقطہ اس وقت خیال میں نہیں تھا۔ اور شائد سالہا سال قبل اسے پڑھا تھا۔ وہ بھی سرسری طور پر۔ مگر جب وہ مقام پڑھا گیا۔ تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا نمبروار میں نے وہ کتاب سامنے رکھ کر اس مجلس میں سنائی تھی۔ اور کوئی نمبر براہین احمدیہ کے دلائل کا میری تقریر سے باہر نہیں رہ گیا تھا۔ مجھے خود اس پر نہایت سخت حیرت ہوئی۔ اور میں نے اس وقت حقیقۃً پہلی دفعہ معرفت کے معنے سمجھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نا واقفوں اور امیوں پر علوم نازل ہونے کے طریقہ کا تجربہ کر لیا۔

یہاں تو یہ شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے کسی زمانہ میں سالہا سال قبل براہین کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ شائد وہ باتیں دماغ کے کسی بے معلوم کونے میں محفوظ تھیں۔ اور وہ معرفت کی طوفانی رَو میں بہ کر باہر آگئیں۔ مگر اس سے بڑھ کر کئی دفعہ یہ تجربہ ہوا ہے۔ کہ بعض باتیں بوقت ضرورت بالکل نئی معلوم ہوئیں۔ اور پھر ان کی تصدیق مختلف طریقوں سے بعد میں ہو گئی۔

معرفت حاصل ہونے کی شرط اعظم

اس سے زیادہ ان باتوں کی تفصیل کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ کیونکہ ہر فرد اس سلسلہ عالیہ کا ان فیوض کا ذاتی تجربہ رکھتا ہے۔ صرف اتنا بتا دینا ضروری ہے۔ کہ اس فیضان کے لئے پہلی شرط بلکہ شرطِ اعظم **تقویٰ** ہے۔ آدمی اپنی پرہیزگاری کو نباہنے کی بحد تمام کوشش کرے۔ کیونکہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ میں اسی قسم کے علم کی طرف اشارہ ہے اور بغیر تقویٰ کے جو شخص ان باتوں کے سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ وہ خاک فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ اور جو شخص اس میں ترقی کرے گا۔ اس سے در و دیوار تک کیا۔ گرد و پیش کی سب چیزیں اپنی زبان میں اس سے بات کریں گی۔ اور خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں سے اسی طرح اشاروں کنایوں میں اپنی مرضی کا اظہار کرے گا۔ جس طرح دوست دوست یا آقا نوکر یا میاں بیوی ایک دوسرے سے اشارے کنائے میں باتیں کر لیتے ہیں اور بالآخر وہ لفظی الہام سے بھی بہرہ ور ہو جائیگا۔

ایک نکتہ

ایک نکتہ یہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اور اس کے مقربین کی اصل زبان استعارہ کی زبان ہے۔ اور استعاروں میں اس کے کلام کا بہت سا حصہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ تاکہ اس کو وہی لوگ سمجھ سکیں۔ جو اس کے اپنے مقرب ہیں اور غیروں کو اس سے بے خبر رکھا جائے۔ [illegible] تعبیر [illegible] یا کشوف یا رؤیائے صالحہ کا ہے۔ کہ ان پر ایک پردہ ہوتا ہے جسے اہل خانہ ہی کھول [illegible] دوسرا نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ خواب کی تعبیر کرنا [illegible] عارفوں کا ہی کام ہے۔

بعض اوقات ایک عارف ایک معاملہ میں سرگرداں اور متفکر ہوتا ہے۔ کہ ایک غیر شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے۔ کہ بھائی صاحب میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے اس کی تعبیر کا ٹھیک پتہ نہیں لگا۔ آپ مہربانی کر کے اس کی تعبیر کر دیں۔ پیشتر اس کے کہ وہ خواب بیان کرنا شروع کرے۔

وہ عارف سمجھ جاتا ہے۔ کہ یہ میرے معاملہ کا جواب خدا کی طرف سے لایا ہے۔ چنانچہ بارہا ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ خواب الرؤیا یعنی آذیٹر ای لۂ کے ماتحت دراصل اس عارف کے لئے ہوتا ہے۔ جو آخر اس تک کشاں کشاں پہونچ جاتا ہے۔ اور اس کی مشکل کا حل بن جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ معرفت صرف دل و دماغ اور کان سے ہی تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ اور حواس کے ذریعہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو دور سے ہی سونگھ لی تھی اسی طرح ذائقہ اور نظارہ اور حسی کیفیات بھی بعض دفعہ اس کا اظہار کرتی ہیں۔ اور بعض دفعہ کسی آنے والی مصیبت کا احساس انسان کی جلد کو وقت سے پہلے ہی ہو جاتا ہے اور ایک بے چینی اور گھبراہٹ اور کپکپی اس کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

یہ چند موٹی موٹی مثالیں اس دقیق علم کے سمجھنے کے لئے میرے جیسے کودن نے دی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام کے حالات میں یہ باتیں اور اس سے بھی زیادہ بڑھکر باتیں معرفت الٰہی کے دیکھنے میں آئی ہیں اور ضروری تھا۔ کہ کچھ نہ کچھ ان فیوض میں سے بعد کے آنیوالے لوگوں کو بھی بہرہ مند کیا جاتا۔ سو یہ تحفہ معرفت صحبت امروزہ میں حاضر کیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے خدا تعالیٰ سے مزید توفیق چاہتا ہوں:

بعض ضروری امور کی تشریح

میں نے اس مضمون کی پہلی قسط یہاں ختم کی تھی۔ کہ بعض باتیں تفسیر کی محتاج نظر آئیں اس لئے ان کا بھی ابھی ذکر کر دیتا ہوں

(۱) اول یہ کہ اگر معرفت کا نام وحی خفی رکھا جائیگا۔ تو ہر کس و ناکس اپنے تفکر اور خیال کا نام وحی خفی رکھ لیگا۔ اور الہام کا درجہ لوگوں کی نظروں میں گھٹ جائیگا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تسلیم کیا ہے۔ کہ کئی لوگوں کو بہت ادنیٰ الہام بھی ہوتے ہیں۔ اور بعضوں کو شیطانی یا نفسانی یا جیز یا نیم رحمانی اور نیم شیطانی الہامات بھی ہوا کرتے ہیں۔ مگر اس سے اصلی اور اعلیٰ اور مصفّٰی اور محفوظ اور خالص سچے الہام کی قدر کم نہیں ہو جاتی۔ پھر وحی خفی کے لفظ کے استعمال سے وحی کی قدر کیا کم ہو جائیگی۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ ہوتی ہے اور ہر چیز سچی بھی ہوتی ہے۔ اور کھوٹی بھی ہوتی ہے۔ مگر جو اعلیٰ اور اصل چیز ہے۔ اس کی قیمت میں اس طرح کوئی فرق نہیں آتا۔ خواہ دُنیا میں لاکھوں کھوٹی یا کم درجہ کی چیزیں پیدا ہو جائیں۔ تفکر بذاتِ خود معرفت یا وحی خفی ہرگز نہیں ہے ہاں تفکر کے نتیجہ میں معرفت نازل ہو سکتی ہے مگر صاحب تجربہ فوراً اس وقت معلوم کر لیتا ہے۔ کہ میں اپنے تفکر کے نتیجہ میں یہ بات کھود کھود کر نکال رہا ہوں۔ یا معرفت کے نتیجہ میں ایک بیرونی آمد علم کی میرے دماغ پر نازل ہو رہی ہے۔ تفکر ایسا ہے۔ جیسے کوئی کنوئیں پر بیل لگا کر اور رہٹ لگا کر اپنے کھیت کے لئے پانی حاصل کرے۔ اور معرفت یہ ہے۔ جس طرح بھری ہوئی نہر کا موگا اس کے لئے یکدم کھول دیا جائے۔

(۲) دوسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ معرفت ہر عارف پر ہر وقت سوائے انبیاء اور اخص لوگوں کے جاری نہیں رہتی۔ صرف ضرورت کے وقت جاری ہوتی ہے۔ خصوصاً جب مخالف دین سلسلہ پر حملہ کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ خود جواب سمجھاتا ہے۔ اور گویا مباحثہ کو خود اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اور مومن کی طرف سے خود جواب دیتا ہے۔ بشرطیکہ مومن دعا کر کے اپنے سب ہتھیار خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دے۔ اور پاک نیت سے محض دین کی خدمت کی خاطر نہ کہ اپنے علم کے اظہار کی خاطر میدان مباحثہ میں پیش ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہما السلام کا تو یہ حال ہے۔ کہ کوئی آدمی کسی مذہب یا کسی علم کا ہو۔ جب مقابلہ پر آیا۔ اس نے شکست کھائی اور پھر ان کی اس کرامت کا اقرار کیا۔

کوئی کیسا ہی تیز ذہن اور صاحب علم ہو۔ اسے ایک قدم آگے چلنے نہیں دیتے۔ اور ایسا ناطقہ بند کرتے ہیں۔ کہ کسی طرف سے بھاگنے کی گنجائش نہیں چھوڑتے۔ کچھ اسی طرح کا رنگ حضرت خلیفہ اولؓ میں بھی تھا۔ اور ہمارے جتنے اہل دل مبلغ ہیں۔ ان کو بھی ایسی امداد الٰہی ملتی ہے۔ کہ مخالف میدانِ جنگ میں فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ کا نقشہ دکھا دیتا ہے۔

(۳) تیسری یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ علم اور معرفت میں قریباً ایسا ہی فرق ہے۔ جیسے گرامو فون اور ریڈیو میں گرامو فون کی مثال علم کی ہے۔ ہر وقت اس میں سے علم کی بات نکالی جا سکتی ہے۔ اور جب کنجی دو ریکارڈ اپنا وہی علم پیش کر دیتا ہے۔ جو اس میں بھرا ہوا ہے۔ مگر معرفت ایسی ہے۔ جیسے ریڈیو۔ اور وہ آسمانی وائرلیس سٹیشن کے بلانے سے بولتا ہے۔ اور ہر وقت وہی بولتا ہے۔ جو آسمان والا بولتا ہو۔ اس پر مقررہ نقوش نہیں ہیں۔ بلکہ ہر دفعہ نئی بات اس میں سے نکلتی ہے۔ پس اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور وہ ہر وقت عالم بالا سے ایک مخفی کنکشن رکھتا ہے۔ اور وہاں کے بجانے سے بجتا ہے۔ اور وہاں کے بلانے سے بولتا ہے یہ بات اس وجہ سے ہوتی ہے۔ کہ عارف انسان نے اپنا تزکیہ نفس کر کے اللہ تعالیٰ سے محبت اور عشق کا تعلق قائم کر لیا ہوتا ہے۔ یعنی اپنی wave length اپنے مالک کی wave length کے مطابق کر لی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے وہاں سے آواز یا علم نکلتے ہی اس کا ریڈیو بھی اس کے موافق کام کرنے لگ جاتا ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے۔ کہ معرفت کا مغز یعنی خیال تو آسمان سے آتا ہے مگر اس کے الفاظ اور متعلقات اس دماغ کے ہوتے ہیں۔ جس پر معرفت نازل ہوتی ہے۔ اس لئے عارف کی صفائی نفس اور بناوٹ دماغ اور ظرف اور عقل کے مطابق وہ معرفت اپنا اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ کیونکہ روح اس کی اوپر سے آتی ہے۔ اور جسم اس کو عارف دیتا ہے۔ اور جسم کا اثر روح پر چونکہ مسلّم ہے۔ اس لئے ایک ہی معرفت اگر دس عارفوں پر وارد ہو۔ تو ہر ایک اس کو نئے پیرایہ اور نئے رنگ اور نئی شان سے پیش کریگا۔ اور کسی کی بڑی معرفت ہوگی اور کسی کی چھوٹی۔

(۵) پانچویں بات یہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ قرآن مجید میں معرفت کو ہمیشہ علم کہا گیا ہے۔ مگر ایسا علم جو خدا کی طرف سے خاص طور پر بطور فضل اور انعام کے نازل کیا گیا ہے۔ مثلاً آیت واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ میں۔ یا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء میں یا علمناہ من لدنا علما میں

(۶) چھٹے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ معرفت کے جاری ہونے کی وجہ سے کچھ مدت بعد وہ دماغ جس پر معرفت نازل ہوتی رہتی ہے۔ خود بھی اپنے اندر ایک عرفانی کیفیت قائم کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پھر وہ اپنے طور پر بصیرت کی وجہ سے بعض باتوں کا فیصلہ بغیر بیرونی معرفت کے خود بخود کر لیتا ہے۔ کیونکہ علم ظاہری کی طرح معرفت بھی دماغ کی تربیت اور ٹریننگ کرتی رہتی ہے اور اس قلب و دماغ کے اندر ایک اپنی نورانی مستقل کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ عام طور پر لوگ اسی کیفیت کا نام معرفت یا عرفان رکھتے ہیں۔ اور اسے اس اصلی معرفت سے جو وحی خفی کے طور پر باہر سے اندر آتی ہے۔ ممتاز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔ اصل معرفت میرے نزدیک وہی ہے۔ جو میں نے بیان کی۔ اور جو خدا کی طرف سے آتی ہے اور اس کے نتیجہ میں جو ایک عرفانی تربیت دل و دماغ کی ہو جاتی۔ وہ اصل معرفت نہیں ہے۔ بلکہ معرفت کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور چونکہ دونوں لازم ملزوم یا سبب اور نتیجہ کے طور پر ہیں۔ اس لئے لوگ ان کو گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ اور پہلی کا نام وحی خفی اور دوسری کا نام معرفت رکھ دیتے ہیں۔ و لکل ان یصطلح

(۷) ساتویں اصولاً اور اعتقاداً یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئیے۔ کہ خدا تعالےٰ کی اور عظیم الشان صفات کی طرح اس کا کلام بھی ہر وقت ہر ساعت اور ہر زمانہ میں اپنا اپنا مقدار میں عالمین پر نازل ہوتا رہتا ہے۔ کوئی لمحہ کسی وقت ایسا نہیں آتا۔ جبکہ جبرائیل علیہ السلام کا یہ محکمہ جس میں کروڑوں اربوں فرشتے بطور کارکن مددگار کے متعین ہیں کلام الٰہی کی نشر و اشاعت نہ کرتا ہو کہیں عام کلام جاتا ہے۔ کہیں خاص۔ کہیں مخفی کہیں ظاہر کہیں رویا کہیں کشوف کہیں الہامات کہیں تحریر کہیں الفاظاً کہیں بطالب کہیں ادنیٰ وحی شہد کی مکھی اور درختوں کے پتوں اور جمادات اور ایسی ہی دیگر مخلوق پر نازل ہو رہی ہے۔ کہیں اعلےٰ وحی مقربین خاص پر کہیں فرشتوں پر احکام کی بھرمار ہو رہی ہے۔ کہیں خاص الخاص محکمہ روح القدس کا اس کلام کو انبیا و خلفاء اور اولیاء کی طرف منتقل کر رہا ہے۔ کہیں انبیاء کے زمانہ میں ایسی عظیم الشان وحی متلو اتر رہی ہے۔ کہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے اور اس کے دائیں اور اس کے بائیں ننگی تلواروں والے فرشتوں کا پہرہ لگا ہوا ہے۔ اور ایک توپخانہ ہمراہ ہے۔ اور نہایت محفوظ صندوق میں مقفل کر کے یہ سربمہر الفاظ بطور امانت بارگاہ خداوندی سے حضرت رسالتمآب کی خدمت میں لائے جا رہے ہیں اور اگر کوئی شیطان ذرا پاس آ کر جھانکنا بھی چاہتا ہے۔ تو فوراً اس پر گولہ باری شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسانی استعدادوں کی درستی اور علوم و معرفت کی خاطر لاانتہا خدائی احکام جاری ہوتے رہتے ہیں۔ اور دربار عالی سے تمام عالمین کے ہر فرشتہ پر جو کہیں بھی آن ڈیوٹی کام کر رہا ہے۔ ہر قسم مفصل ہدایات نازل ہوتی رہتی ہیں۔ غرض اس قدر کلام ہر وقت ہر لمحہ ہر گھڑی آسمانوں اور زمینوں اور سیاروں اور ستاروں اور ان کی تمام مخلوقات کے متعلق مرکزی گورنمنٹ کی طرف سے صادر ہوتا رہتا ہے۔ کہ اگر ان کلمات کو لکھا جائے۔ تو ایک ان میں سات سمندر سیاہی کے خشک۔ اور ساری دنیا کے درخت بطور قلم کے ختم ہو جائیں۔ مگر یہ خدائی کلمات پھر بھی ختم نہ ہوں۔ سو یہ ہے ہمارا متکلم خدا اور یہ ہے اس کے کلام کا حال۔ اور یہ ہے ہماری معرفت اس کی اس صفت کی بابت۔ اور پھر بھی ہمارا علم اس کے علم کے مقابل ایسا ہے۔ جیسے چڑیا کی چونچ پر پانی کی تری بمقابلہ ایک عظیم الشان سمندر کے۔ سبحانک ما اعظم شانک۔ وما عرفناک حق معرفتک۔

نوٹ۔ آئندہ اگر کبھی خدا تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو یہ بیان کیا جائے گا۔ کہ معرفت کا خود عارف اور اس کی اپنی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اور معرفت کی حقیقی ضرورت کیا ہے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب سے ۲ دو سوال

از حضرت میر محمد اسحٰق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

چند ماہ ہوئے میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ استفسار کیا تھا۔ کہ جب جابرؓ کے والد عبداللہؓ شہید کو اللہ تعالےٰ نے عالم آخرت میں مخاطب کر کے فرمایا کہ تو مجھ سے جو مانگے گا میں تجھے دوں گا۔ اور انہوں نے یہ درخواست کی تھی۔ کہ مجھے دوبارہ زندہ کر دیا جائے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ سبق القول منی انھم لا یرجعون یعنے میں تجھ سے وعدہ کرنے سے پیشتر یہ کہہ چکا ہوں کہ مردے دوبارہ زندہ نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے میں تجھے دوبارہ زندہ نہیں کروں گا۔

یہ حدیث لکھ کر میں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ اس میں جو سبق القول منی کے الفاظ میں خدا تعالےٰ نے اپنے کسی قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی یہ آیت ہے وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون۔ یعنی جو اہل بستی ایک دفعہ مر جائیں۔ وہ دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہوا کرتے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک قانون کی وجہ سے جابرؓ کے والد سے اپنا وعدہ پورا نہ فرمایا۔ لیکن کیا وجہ ہے اسی قانون کے ہوتے ہوئے دجال ایک شخص کو مدینہ میں قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دے گا؟

اس استفسار کے ساتھ ہی میں نے لکھا تھا۔ کہ مولوی صاحب کے جواب کے بعد ہماری طرف سے بطور مذاکرہ علمیہ اس مضمون پر خامہ فرسائی جاری رہے گی۔ میرے اس استفسار کے جواب میں مولوی صاحب نے دو باتیں لکھی تھیں۔ ایک یہ کہ وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون کے یہ معنی نہیں۔ کہ کوئی شخص مر کر دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس آیت کا صرف یہ مفہوم ہے کہ جو شخص فوت ہو جاتا ہے۔ وہ عدم محض نہیں ہو جاتا۔ بلکہ خدا کے حضور حساب و کتاب کے لئے پیش ہوتا ہے یعنی قیامت کا دن یقینی ہے۔ دوسری بات مولوی صاحب نے یہ تحریر کی تھی۔ سبق القول منی انھم لا یرجعون میں علم دون کا ذکر نہیں بلکہ انھم کی ضمیر کا مرجع شہدا ہیں یعنی خدا تعالےٰ کا یہ قانون ہے کہ جو شخص شہید ہو وہ دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ جابر کے والد شہید تھے۔ اس لئے وہ باوجود وعدے کے دوبارہ زندہ نہیں کئے گئے۔ مولوی صاحب کے اس جواب کے متعلق میرے دو سوال ہیں۔ امید ہے کہ مولوی صاحب ان کا جواب تحریر فرمائیں گے۔ تا کہ اصل بحث کی بنیادیں استوار ہو جائیں۔ اور جب ہماری اور انکی طرف سے تمام تشنۂ تحقیق شقیں حل ہو جائیں۔ تو ایک دوسرے کی آخری اور مکمل بحث کے مطالعہ کے بعد منصف پبلک اس مضمون کے متعلق کہ اس دنیا میں کوئی انسان ایک دفعہ مر کر دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے یا نہیں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے۔ اور وہ دو سوال یہ ہیں۔

پہلا سوال

جابرؓ کے والد عبداللہؓ نے جب یہ درخواست کی۔ کہ مجھے دوبارہ زندہ کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ سبق القول منی انھم لا یرجعون۔ یعنی تیری اس درخواست سے پہلے میرا یہ قول گزر چکا ہے۔ کہ مردے دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ اب یہ مردے خواہ عام ہوں۔ خواہ بقول آپ کے صرف شہدا ہوں میرا سوال صرف اس قدر ہے۔ کہ سبق القول میں جس قول کی طرف اشارہ ہے وہ قرآن مجید میں درج ہے یا نہیں۔ اگر درج ہے تو وہ کونسی آیت ہے۔ اور اگر قرآن مجید میں درج نہیں تو پھر اور کس کتاب میں درج ہے۔ اور اگر کہیں درج نہیں۔ تو ایک ایسے قول کے متعلق جو کہیں درج نہیں اور جابر کے والد کو اس کا علم ہی نہیں یہ کہنا کہ چونکہ میرا قول پہلے سے موجود ہے۔ کہ شہدا دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ اس لئے میں تجھے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے نزدیک سبق القول منی میں جس قول کا ذکر ہے وہ آیت وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون والی آیت ہے۔ پس ہم نے حوالہ دے دیا لیکن مولوی صاحب کو یہ مسلم نہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی مراد اس آیت سے ہے۔ بہت اچھا یہی سہی۔ اب مولوی صاحب کی باری ہے کہ وہ بتائیں کہ سبق القول میں جس سابق قول کا حوالہ دیا گیا ہے وہ قول کہاں درج ہے۔

دوسرا سوال

دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ مدینہ میں ایک کافر کے ہاتھ سے بے گناہ مارے گئے۔ اس لئے تمام اہل سنت والجماعت انہیں شہید قرار دیتے ہیں بلکہ خود حضور علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کے شہید ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اسی طرح وہ شخص جو آخری زمانہ میں مدینہ ہی میں دجال جیسے کافر بلکہ اکفر کے ہاتھ سے بے گناہ مارا جائے گا۔ وہ بھی لازماً شہید ہو گا۔ اور اگر وہ شہید نہیں تو حضرت عمرؓ بھی شہید نہیں سمجھے جا سکتے۔ پس وہ شخص باوجود شہید ہونے کے دوبارہ کیوں زندہ ہو گا۔ خلاصہ یہ کہ آپ کے نزدیک سبق القول منی انھم لا یرجعون میں انھم کی ضمیر کا مرجع عام مردے نہیں۔ بلکہ صرف شہدا ہیں اور آپ کے نزدیک خدا کا یہ قانون نہیں۔ کہ کوئی مردہ بھی دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہوتا۔ بلکہ آپ کا یہ دعوےٰ ہے کہ یہ قانون صرف شہیدوں کے متعلق ہے۔ کہ وہ اس دنیا میں دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ اس پر میرا سوال ہے کہ جس طرح ہم احمدیوں کا یہ مسلمہ قانون کہ کوئی مردہ بھی اس دنیا میں دوبارہ زندہ نہیں ہوتا۔ دجال کے مقتول کو دوبارہ زندہ نہیں ہونے دیتا۔ اسی طرح مولوی صاحب کا یہ مسلمہ قانون کہ صرف شہید دوبارہ زندہ نہیں ہوتے بعینہ بغیر کسی فرق کے دجال کے مقتول کو زندہ ہونے سے روکتا ہے۔ کیونکہ دجال کے ہاتھ سے مارا جانے والا حضرت عمرؓ کی طرح پوری طرح شہید ہے۔ پس وہ شہید ہو کر دوبارہ کس طرح زندہ ہو جائے گا۔ امید ہے کہ [illegible]

تناسخ محض وہم ہے

از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور

پچھلے دنوں مسٹر ہردک داٹر نے اپنے ایک لیکچر میں مسئلہ تناسخ کے حق میں کچھ کہا۔ اس پر آریہ پریس پھولا نہیں سماتا۔ اگر مسٹر موصوف تناسخ کی تائید میں کچھ دلائل بھی دیتے۔ تو زیادہ اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمیں ان دلائل پر غور اور ان کا وزن کرنے کا موقع مل سکتا۔ مگر محض دعویٰ جو دلیل سے بالکل عاری ہو۔ اسے کون مانے۔ ہاں تناسخ کی تائید میں آریہ سماجی چند ایک دلائل دیا کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں اگر تناسخ نہیں تو لنگڑے لولے کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اگر تناسخ نہیں تو امیر و غریب کیوں بنتے ہیں۔

بڑے بڑے دلائل تناسخ کے ماننے والوں کے یہی ہیں اول تو ان میں سے یقینی بات کوئی بھی نہیں یہ سب وہمی باتیں ہیں۔ اور عدم تدبر کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ لنگڑے لولوں اور امیر و غریب کی پیدائش تناسخ کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ قانون قدرت کی کچھ حدود ہیں جو بھی ان حدود کو توڑیگا یقینی طور پر وہ خمیازہ بھگتے گا۔ اس معاملہ میں قانون قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ مثلاً ایک شخص بجائے اسوج اور کاتک کے پوس یا ماگھ کے مہینہ میں گندم بوتا ہے۔ اور پھر وہ شکایت کرتا ہے کہ میری کھیتی ایسی اچھی نہیں جیسی کہ کاتک کے مہینوں والی دوسروں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب نظر آرہی ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اس شخص نے قانون قدرت کی خلاف ورزی کی اور اس کا پھل پایا اگر وہ بھی کاتک کے مہینہ میں اپنی گندم بوتا تو اسے یہ شکایت کا موقع نہ ملتا کیا ایک شخص گو وقت پر تو گندم بو دیتا ہے مگر بعد میں آب پاشی نہیں کرتا! تو کیا قانون قدرت اس کا بھی لحاظ نہیں کرے گا کیونکہ کھیتی کو سرسبز دیکھنے کے لئے ضروری نہیں کہ وقت پر ہی بویا جائے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے بعد باقاعدہ اس کی آبپاشی کی جائے۔

غرضیکہ جہاں بھی ہم قانون قدرت کو نظر انداز کریں گے۔ وہیں قانون قدرت ہمیں سزا دے گا۔ اور پھر کم از کم آریہ سماج کو تو تناسخ کے ثبوت میں یہ دلیل نہیں دینی چاہیئے۔ کیونکہ خود سوامی دیانند صاحب اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

چنانچہ یجر وید ادھیائے ۱۹ منتر ۸۸ میں سوامی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ

"عورت مرد گربھ دان (صحبت) کرتے وقت باہمی مل کر محبت میں سرشار ہو کر آنکھ کے ساتھ آنکھ من کے ساتھ من جسم کے ساتھ جسم . . . . جس سے بدصورت اور لنگڑی لولی اولاد پیدا نہیں ہوگی"۔

صاف ظاہر ہے کہ جو بدصورت یا لنگڑی لولی اولاد پیدا ہوتی ہے وہ پچھلے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ سوامی دیانند کی مذکورہ الصدر ہدایت کے نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے۔

باقی رہا امیر اور غریب کا فرق اول تو یہ کوئی ثبوت نہیں ہے کہ امیر لوگ یا عرف عام میں بڑے کہلانے والے ہی سکھ حاصل کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی زندگیاں غریبوں سے بھی زیادہ دکھی ہوں۔ ایک بڑے مہاتما کا قول ہے کہ

"بڑے بڑے جو دیسیں لوگا
تنکو دیا ہیں مایا کیو گا"

یعنی جس قدر بڑے بڑے لوگ نظر آرہے ہیں۔ حقیقتاً یہ دنیاوی مشکلات میں بہت ہی بری طرح مبتلا ہیں اور پھر ہندوؤں کے ہاں یہ ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ "تپوں راج رجوں نرک" یعنی عبادت سے حکومت اور پھر حکومت سے دوزخ ملتا ہے اب ایسی ریاضت کے بجالانے کا کیا فائدہ جس کا نتیجہ دوزخ ہو اور پھر موجودہ جس قدر بڑے بڑے راجے مہاراجے ہیں وہ سب غیر آریہ یا غیر ہندو ہیں اب ایسے اعمال کے بجالانے کا کیا نفع جس کے نتیجہ میں ایک آریہ غیر آریہ بن جائے۔

ہاں یہ دلیل اس وقت مانی جاسکتی تھی جب ایک شخص بغیر کوشش کے خود بخود امیر و کبیر بن جاتا اور دوسرا شخص باوجود لاکھ کوشش کے ناکام رہتا مگر یہ دنیا تو جد و جہد اور عمل کا گھر ہے۔ جو لوگ دنیا میں جد و جہد اور عمل کرتے ہیں وہ ننانوے فی صدی کامیاب ہوتے ہیں اور ایک فی صدی بھی جو ناکام رہتا ہے اس کے بھی بعض باریک اسباب ہوتے ہیں۔ امتحان میں کامیاب وہی ہوتا ہے جو محنت کرتا ہے آج تک بغیر محنت اور توجہ کے کسی کو کامیاب ہوتے دیکھا نہیں گیا۔ اگر یہ دنیا محض تناسخ کا نتیجہ ہوتی تو سری کرشن جی مہاراج گیتا میں "پرشارتھ" یعنی جد و جہد کی تاکید نہ فرماتے۔ گیتا میں جس قدر جد و جہد کی تاکید کی گئی ہے اسے ہندو صاحبان زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اور خود ہندوؤں کا طریق عمل تناسخ کو باطل کر رہا ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ دنیا تناسخ کا ہی نتیجہ ہے تو پھر وہ کیوں بی اے۔ ایم۔ اے کا امتحان پاس کرنے کے لئے اور تجارت وغیرہ میں کامیاب ہونے کے واسطے غیر معمولی جانفشانی سے کام لیتے ہیں۔ وہ کیوں نہیں چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے۔ کیونکہ جو کچھ انہیں ملتا ہے گذشتہ اعمال کی وجہ سے ملتا ہے لہذا انہیں دنیوی دھندوں سے بے فکر ہو کر صرف مندر میں بیٹھ کر پوجا پاٹ کرتے رہنا چاہیئے

پھر اگر تناسخ کا عقیدہ درست ہوتا تو چاہیئے تھا کہ لوگوں کو پچھلے جنم کی باتیں یاد رہتیں مگر ایسا نہیں کبھی کبھی ہندو پریس کا یہ لکھ دینا کہ فلاں لڑکی یا لڑکا اپنے پچھلے جنم کے حالات بتلا رہا ہے۔ یہ کوئی حقیقت نہیں کیونکہ ہندو تناسخ سب کے لئے مانتے ہیں اس لئے اس کا اثر بھی سب پر ہی ہونا چاہیئے تھا۔ اور پھر جائے تعجب ہے کہ ایسی لڑکی یا لڑکا عموماً ہندو ہی بتایا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب والدین باہمی آواگون کی باتیں کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں تو اولاد کے تخیلات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے اور وہ ان سنی سنائی باتوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتی ہے اس سے بڑھ کر اس کی اور کوئی حقیقت نہیں۔

پھر سب سے بڑھ کر یہ قباحت ہے کہ اگر کوئی شخص عقیدہ تناسخ کو تسلیم کرے تو نہ صرف اسے گناہ کی ضرورت کو سختی سے محسوس کرنا پڑیگا بلکہ یہ دنیا بھی اسے سراسر گناہ کا ظہور ہی نظر آئے گی۔ کیونکہ کوئی شخص گناہ کرے۔ اب وہ گندم ۔ جو ۔ ماش ۔ مونگ وغیرہ بنے اور ہماری بقا قائم رہے پھر کوئی شخص گناہ کرے۔ تو وہ گائے بھینس بکری وغیرہ بنے اور ہم اس کا دودھ پئیں کوئی گناہ کرے تو وہ پھل دار درخت آم سنگترے اور سیب وغیرہ بنے اور ہم اس سے مستفیض ہوں۔ کوئی گناہ کرے تو وہ شیشم یا دیودار وغیرہ کا درخت بنے اور اس سے ہم مکانات تعمیر کریں۔ لذیذ اور دلکش پھل دودھ۔ اناج خوبصورت پرندے غرضیکہ دنیا کی یہ سب رونق چہل پہل گناہوں ہی کا نتیجہ ماننی پڑے گی۔ وہ مسئلہ جس سے یہ دنیا سراسر گناہ کا ظہور ہی نظر آئے جس قدر جلدی ہو سکے اس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے اور اگر ہم ذرا تدبر سے کام لیں تو اس کی بطالت خود بخود عیاں ہو جاتی ہے۔ آدی سرشٹی یا شروع دنیا میں جو لوگ پیدا ہوئے ان کی بقا کے لئے اناج بھی ہوگا دودھ بھی کیونکہ بغیر اس کے انسانی بقا مشکل۔ اب وہ اناج پیدا کرنے والے پودے اور دودھ دینے والے جانور کس عمل کا نتیجہ تھے کیونکہ اس سے قبل تو دنیا کوئی تھی ہی نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ انسانوں کی بقا کیلئے بعض ارواح کو زبردستی ان جونوں میں دھکیل دیا گیا تو یہ صریح بے انصافی ہے جو پرماتما کی ذات سے سراسر بعید ہے پھر اگر تناسخ کو تسلیم کیا جائے تو انسان کو رحم اور مہربانی سے بالکل تہی دست ماننا پڑتا ہے کیونکہ جب ایک غریب لنگڑا۔ لولا۔ اندھا اپاہج ایک تناسخ کے عقیدہ مند صاحب توفیق کے سامنے مدد کیلئے

جماعت احمدیہ یاڑی پورہ اور بانڈی پورہ کے تبلیغی جلسے

(۱)

۳-۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ اتوار بمقام یاڑی پورہ کشمیر میں جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوا بروز ہفتہ ۱۱ بجے کے قریب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت اور نعت خوانی کے بعد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے صداقت مسیح موعود پر ظہر تک تقریر کی۔ بعد نماز ظہر جناب صدر نے پھر خاکسار کو موقعہ دیا پھر بعد مولوی عبد الرحمن صاحب ساکن اندورہ نے نہائت ہی شرح و بسط کے ساتھ مسلمانوں کے افتراق و انشقاق پر تبصرہ فرمایا۔ اور مدلل لیکن عام فہم پیرایہ میں ارشاد نبوی علیکم بالسنة والجماعة کے ماتحت ثابت کیا۔ کہ دنیا میں سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی جماعت نہیں۔ کیونکہ جماعت امام کے ساتھ ہوتی ہے اور ہمارے سوا کسی کا واجب الاطاعت امام نہیں۔ اسی ضمن میں حدیث تفترق امتی الی ثلث و سبعین ملة کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ما انا علیه واصحابی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس کے مصداق ہم ہیں۔

اس کے بعد مولوی عبد الاحد صاحب مبلغ کشمیر نے اس اعتراض کا جواب دیا۔ کہ نعوذ باللہ احمدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت نہیں کرتے۔ اور حضور پر درود نہیں بھیجتے۔ آپ نے ثابت کیا۔ کہ حقیقی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنے والے ہم ہی ہیں۔ اس کے بعد جناب شاہ صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی۔ اور ۵½ بجے کے قریب جلسہ برخاست کیا گیا۔

دوسرے دن صبح ۱۰½ بجے پھر جلسہ شروع ہوا تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد مولانا عبد الرحمن صاحب نے پھر اپنے موضوع پر کافی و شافی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد ظہر کی نماز کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔ بعد نماز ظہر مسٹر غلام نبی صاحب گلکار پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سری نگر نے برجستہ تقریر کی۔ اور جماعت کو تلقین کی۔ کہ اپنے آپ کو قربانی کے لئے تیار کرے۔ اور اپنے ایمانوں کو قوی بنائے اس کے بعد مولوی عبد الواحد صاحب نے خاتم النبیین کے صحیح معنے کرتے ہوئے ختم نبوت کی حقیقت کو آشکارا کیا۔ بعدہ مولوی عبد المنان صاحب عمر خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول نے نماز کے موضوع پر ایک مدلل و مبسوط تقریر کی۔ مولوی عبد الواحد صاحب نے ساتھ ساتھ آپ کی تقریر کا ترجمہ بزبان کشمیری کیا۔ لوگ بے حد لطف اندوز ہوئے۔ آپ کے بعد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی اور جماعت کو اپنے امام کی اطاعت کی طرف توجہ دلائی۔ اور نہائت ہی دردمندانہ لب و لہجہ میں نصیحت فرمائی۔ کہ تم نام کے نہیں بلکہ کام کے سپاہی بنو۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم لوگوں کے قلوب کو فتح کرو۔ انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں اور دیگر زمروں کے درمیان یہی ایک امتیازی نشان ہوتا ہے۔ پس تم حضرت مسیح موعود کے حقیقی سپاہی اور سچے خادم بنو۔ اس کے بعد حاضرین سمیت دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ میں غیر احمدی ہندو اور مضافات کے احمدی کافی تعداد میں تھے۔ تین آدمی داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام مقامی جماعت نے کیا۔ جس کے قابل ذکر احباب یہ ہیں۔ راجہ ولی محمد خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ۔ غلام محمد صاحب سکرٹری۔ راجہ محمد عبد اللہ خانصاحب۔ شریف اللہ خانصاحب راجہ فضل الرحمن خانصاحب۔ راجہ عطاء اللہ خانصاحب۔ راجہ غلام محمد صاحب جلیک ایرج۔ صفدر علی خان صاحب۔ محمد اکرم صاحب۔ محمد یعقوب خانصاحب۔ غیرہ کو بے والنٹیرز نے برادرم عبد الغفار صاحب ڈار اور ان کے معاون عبد الغنی صاحب کے ماتحت نہائت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی کو سرانجام دیا۔
خاکسار۔ خواجہ محمد عبد اللہ شیخ مولوی فاضل ساکن ناسنور

(۲)

جماعت احمدیہ بانڈی پورہ کا جلسہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ موضع ونہ گام میں جو بانڈی پورہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور جو یہاں کی جماعت احمدیہ کا مرکز ہے منعقد کیا گیا۔ خواجہ ثناء اللہ صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ نے جلسہ گاہ کو دریوں قالینوں اور گلدستوں سے آراستہ کیا ہوا تھا۔ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور ان کے تبلیغی قافلہ کی سہولت کی خاطر راستہ کے ایک نالہ پر ایک چھوٹا سا پل بھی احباب نے اپنے ہاتھوں تیار کیا۔ مستورات کے لئے علیحدہ پردہ کا انتظام تھا۔ بانڈی پورہ کے نوجوانوں کی باوردی کور نے مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل کی قیادت میں پریڈ کی۔ اور جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور ان کے قافلہ کی آمد پر ان کا استقبال کیا۔ قافلہ ٹھیک ۱۱½ بجے اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان جلسہ گاہ میں پہونچا۔ بوجہ اس کے کہ بانڈی پورہ کے ملحقہ گاؤں واجیگام میں مخالفت خصوصیت سے زیادہ تھی۔ اور گذشتہ دنوں اس گاؤں میں ایک احمدی برات پر پتھر پھینکے گئے تھے۔ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے قیام کا انتظام بھی وہیں بھائی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر کے ہاں کیا گیا۔

جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہونے سے ایک گھنٹہ قبل بعض احباب نمبرداران دیہہ کلوسہ کی طرف سے پیغام لائے۔ کہ تھانیدار علاقہ بانڈی پورہ نے انہیں حکم دیا ہے۔ کہ جلسہ روک دیا جائے۔ مگر جناب ناظر صاحب نے اس امر کی پروانہ کرتے ہوئے حکم دیا۔ کہ جاؤ اور پوری آزادی سے جلسہ کرو نیز دوستوں کو اکٹھا کرنے کے لئے کہا۔ خدا تعالے کے فضل سے جلسہ کامیاب ہوا۔ اور مضافات کے کثیر التعداد لوگ شریک جلسہ ہوئے۔ خاکسار خواجہ محمد عبد الرحمن